ادبیات

فکر و نظر

از جناب حبیب اشعر صاحب دہلوی

(۱)

نگاہِ مست سے بیخود بنا بھی دے مجھ کو
وہ طور سوز تماشا دکھا بھی دے مجھ کو

اگر وصال ہے موقوف میرے مرنے پر
پیامِ مرگ خدارا سُنا بھی دے مجھ کو

(۲)

رہی نہ عشق میں کچھ فکرِ کائنات مجھے
کہاں سے مل گئی یکسوئی حیات مجھے

مرا مکاں ہے ورائے حجابِ شمس و قمر
نہ دن ہی میرے لئے دن، نہ رات رات مجھے

(۳)

قدم حصولِ دوا کے لئے نہیں اُٹھتے
تلاشِ آبِ بقا کے لئے نہیں اُٹھتے

یہ شانِ ناز ہے تیرے نیاز مندوں کی
کہ ہاتھ بھی تو دُعا کے لئے نہیں اُٹھتے

(۴)

دلِ صد پارہ کی تنظیم کئے جاتے ہیں
عشق کی رسم میں ترمیم کئے جاتے ہیں

آپ سجدوں پہ بھی ساکت ہیں بتوں کی صورت
ہم تو یہ کفر بھی تسلیم کئے جاتے ہیں

سفرِ حیات

جناب فیض جھنجانوی

(۱)

تہِ دامِ حسن و نظر آ رہا ہوں فریبِ مہ و کہکشاں کھا رہا ہوں
دھڑکتے ہوئے دل کے نقشِ قدم پر نہ معلوم میں کس طرف جا رہا ہوں
اندھا دھند لیکن چلا جا رہا ہوں

دلِ غنچۂ شرمگیں گدگداتا خموشی کو آدابِ نغمہ سکھاتا
نسیمِ سحر کی طرح گلستاں میں نقابِ رخِ لالہ و گل اٹھاتا
خراماں خراماں چلا جا رہا ہوں

نفس ہے کہ گنجینۂ اسمِ اعظم نظر ہے کہ آئینۂ حسنِ برہم
مری سمت اٹھی جا رہی ہیں نگاہیں مگر بے نیازِ نگاہِ دو عالم
میں گردن جھکائے چلا جا رہا ہوں

نگارِ چمن زاد کی جستجو میں بہارِ گلِ ایجاد کی جستجو میں
ہم آغوشِ موجِ نسیمِ گلستاں میں حسنِ خداداد کی جستجو میں
خیاباں خیاباں چلا جا رہا ہوں

کہیں میں حنا بندِ شام و سحر ہوں کہیں میں ہم آغوشِ شمس و قمر ہوں
کہیں ہوں چراغِ حریمِ مشیت کہیں آئینہ دارِ قلب و نظر ہوں
بہر شکل و صورت چلا جا رہا ہوں